

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم بانو گرائی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱- عوام سے صمہ - (۲) خواص و معاونین سے عـلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے - (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـما ۱۲)

فہرست مضامین

نمبر ۳ | دار الامان قادیان ۲۴ - جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹

الفرقان
یا
معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا بظاہر خاتمہ ہوگیا ہے اور اللہ تعالے کی کہلی کہلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہل دنیا لوگون کے سامنے پیش ہوچکا ہے - الحکم کی گذشتہ اشاعتین مقدمات کے انجام پر حضرت مخدوم الملۃ کا ایک حقائق سے بہرا ہوا مضمون مین شائع کرچکا ہون مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدردانی فرمائی ہے کچہہ شک نہین کہ میرے لئے فخر و ناز ہے لیکن میں سچ کہتا ہون کہ اسے پڑہ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجہتا ہوں - خدا کرے کہ مین اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہوجاؤن - مقدمات کے متعلق جس مضمون کو مینے لکہنے کا ارادہ کیا ہے - اسی مینے شروع کردیا ہے - اور مینے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں ہی شائع ہوگا لیکن وہ کتابی صورت مین شائع ہو - مین انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو (جسکا نام مینے سردست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کردونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے اشو مین آٹہہ صفحے شائع کردونگا اس رسالہ میں جہانتک مولی کریم نے مجہے سمجہہ دی ہے اور اس نشان کے مختلف پہلوؤن پر مجہے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے) بحث کرنیکا ارادہ ہے - اگر مولی کریم نے ذرہ نوازی

[illegible]

فرمائی تو مجہے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصود اسی کی عظمت و جلال کا اظہار اور اسکے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں پر

ایک خط

(آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل مین درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خانصاحب ساکن مردان کے ایک بیس صفحہ رسالہ کے جواب مین لکہا تہا یہ رسالہ دفتر الحکم مین بہی آیا تہا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اسکا جواب نہین لکہا جا سکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے ایڈیٹر)

جناب خانصاحب السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ - کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا پڑہا اور پہر پڑہا یاد آوری کا تہ دل سے مشکور ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کے مندرجہ مضمون سے میں اتفاق نہین کرسکتا - آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے - کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہین پڑہا ورنہ اتنی جلد بکی نکرتے رسالہ کے صفحہ ۲ پر حضرت رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو بہی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپنے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹہائے گئے ہین اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بہی فارسی زبان مین برداشت کیا ہے - اب مین بہی آپکے رفع کے ترجمہ برداشت کے مقابلہ مین گلستان کی اس حکایت - کہ مژدہ پیش نوشیروان عادل بردند گفت کہ فلان دشمن ترا خدا عزوجل برداشت الخ کو پیش کرکے آپکی منصفانہ رائے کا منتظر ہوں - خدا جانے آپنے توفی کی بحث کو کیون نظر انداز کردیا ہے - اگر قرآنی نظم و نسق پر دیکہا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہیئے تہی میری اس خط کو اگر آپ غور سے پڑہین گے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیون استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تہے جسکو آپ بہی تسلیم کرتے ہین اہل یہود نے جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تہے اس نرالی پیدائش کو جو امر امکان مقتضیا کے ماتحت واقع ہوئی تہی دیکہہ کر ایک شور عظیم برپا کردیا - کہ ایسی پیدائش رکہنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہین ہوسکتا - اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے درپردہ یہہ بہی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے مار دینا چاہیئے - چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام دعوے نبوت مین بالکل سچے اور من جانب اللہ تہے اسلئے انہون نے بذریعہ وحی یہودیون کے منصوبہ بد سے مطلع ہوکر نہایت عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے خدا مجہے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچالینا -

یہہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدائے قدیر نے اس مضطربانہ دعا کو منظور کرکے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسی مین ہی تجہے مارنے والا ہون یعنی ایسا ہرگز نہین ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجہپر وارد ہوسکے - بلکہ تو اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اس کا وارد کرنے والا میں ہی ہون جو اپنے وارد کے بعد تجہے میری ہی طرف لوٹیگی -

دیگر آپ کی یہہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا یہ بہی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بین دلیل ہے باوجودیکہ سورت مریم آیت ورفعنٰہ مکانا علیا میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہان بہی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہان اگر آپ حضرت ادریس کو بہی آسمان پر خاکی جسم کے ساتہ زندہ سمجہتے ہیں تو اون کے نزول سے ضرور اطلاع دین کہ وہ کہان اور کس غرض سے نازل ہون گے اب بہی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر کو جسمیں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹہایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑہ کر اپنی تسلی کرلین اور سورہ اعراف کی آیت ولو شئنا لرفعنٰہ تو اس معاملہ کو اور بہی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ محقق ہوں -

آخری نوٹ :- کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام و کمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے - ہان اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا اور سعدیؒ کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچہہ بہی نہ لکہا - راقم خاکسار محمد حسین مسافر از موہنگ ڈاکخانہ لاہور

ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیھم کی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خدا تعالے کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی تو کمال نہ تھا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خدا تعالے کی محبت۔ صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شئے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور منعم علیہم کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا

غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ مومن کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام **کافوری** ہے اور دوسرے کا نام **زنجبیلی** ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہو جاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جیسے کہ کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ **کافوری شربت** گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ مواد ردیہ جو اٹھکر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت **شربت زنجبیلی** ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی

پس **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم** تو اصل مقصد اور غرض ہے یہہ گویا **زنجبیلی شربت** اور **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ کافوری شربت** ہے۔

اب ایک اور مشکل ہے کہ انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پھر انکا چھوڑنا اسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ معرقہ یعنی سخت تپ ہے اگر [illegible] کا علاج کھلا ہوا ہو سکتا ہے لیکن تپ دق جو اندر ہی کھا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ اسیطرح پر یہہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ حسد۔ ریا تکبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

چند روز اگر نماز سنوار کر پڑہی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور **نمود** پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تہی جاتی رہی اور اگر خدا تعالے نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بھائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اپنے بھائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے۔ علماء علم کے رنگ میں اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کرکے اپنے بھائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کرکے اپنے بھائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن اسکو عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں **ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے** اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نکرے **تزکیہ نفس** کامل طور پر نہیں ہوتا۔ اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خدا تعالے کی طرف سے آتے ہیں۔

بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند اندر سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ **تزکیہ نفس** جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو **اخلاقی تزکیہ** کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالے کے **فضل** کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی دو پہلو ہیں اوّل مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین۔

یہہ **فضل** الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اوّل انکا **تزکیہ اخلاقی** کامل طور پر خود کر دیتا ہے انمیں بد اخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پاکر بھی وہ فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا۔

درحقیقت یہہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بد اخلاقی۔ کبر۔ ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اسپر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالے کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھہ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے **نفس** کیطرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خدا تعالے ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ **جیسے ایک دیوار پر** آفتاب کی روشنی اور دہوپ پڑکر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہہ روشنی میری قابلیت کیوجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہوگی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔ لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹھالے۔ اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے **نفوس صافیہ** ہوتے ہیں اللہ تعالے کے **فیضان** اور **فیوض** سے معرفت کے انوار انپر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالے ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں **خدا تعالے کے فضل سے** انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں۔ (**بلکہ صاف الفاظ میں** اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ایڈیٹر) ہو دو دن نماز پڑھ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے ان میں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔ یاد رکھو تکبر **شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے** جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہیں باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نکریگا۔ اسوقت تک وہ خدا تعالے کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ **معرفت** جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالے پسند نہیں کرتا شیطان نے بھی تکبر کیا تہا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہدیا **انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین** اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہہ خدا تعالے کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تہی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالے کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تہے کہ خدا تعالی کے فضل کے بغیر کچھہ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔**

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسے علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک اوستاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ اسپر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تہا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تہی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تہے کہ حقیقی نیکی تو خدا تعالے ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کر لے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسے کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک **منکسر المزاج انسان** تہے۔

پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

[illegible]

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے نہ علمی نہ خاندانی - نہ مالی - جب خدا تعالےٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے - اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے - آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے - اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے - آسمان ہی سے آتی ہے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ - ایمان - عبادت - طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہہ خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کر دے - پس

سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گرکر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فضل کو طلب کرے - اور اس **نور معرفت** کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے - اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو - کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اوسیقدر کیفیات اور انوار خدا تعالےٰ سے اترینگے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچاینگے - اگر انسان یہہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہو جائیگی - دنیا میں اپنے آپکو کچھہ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے - پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ **خدا تعالےٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے** - عام طور پر تکبر کا نقطہ دنیا میں پہیلا ہوا ہے **علماء** اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں - **فقراء** کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے - انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا - انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے اونکے مجاہدہ اور ریاضتیں بھی کچھہ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارہ وغیرہ - جنکا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں** - صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب **بالکل خالی ہے** - **نبوی طریق جو پاک ہونے کا تہا وہ بالکل ترک** کر دیا گیا ہے اور اسکو بہلا دیا ہے - اب اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پھر قایم ہو** - اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف تم توجہ کرو اسی طرح جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے -

شریعت کی دو پہلو

شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک **حق اللہ** دوسرے **حق العباد** - **حق اللہ** تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اسکی اطاعت - عبادت - توحید - ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا - اور **حق العباد** یہہ ہے کہ اپنے بہائیوں سے تکبر خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو - **سننے میں تو یہ دو ہی فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں** -

اللہ تعالےٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قایم ہو سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑہی ہوئی ہوتی ہے - جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان و دل سے اپنے بہائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے - اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہوکر حدود اللہ کو توڑتا ہے - غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا - پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہئے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے - اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑہا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بہائی سے **نیک ظنی نہیں** رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بہائی کی نسبت برے برے خیالات کرنے لگتے ہیں - اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو - اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بہائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکہا جاوے - کیونکہ اس سے محبت بڑہتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ - بغض - حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے -

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بہائیوں کے لئے کچھہ بھی ہمدردی نہیں اگر ایک بہائی بہوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا - اور اسکی خبرگیری کے لئے تیار نہیں ہوتا - یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات میں ہے** تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبرگیری اور اسکے ساتھہ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تاکہ اسے بھی دے سکو - کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں - لیکن اس کی کچھہ پروا نہیں - یہہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گہر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بہائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں** -

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے - اور کہاں تک وہ اپنے بہائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے - اسکا بڑا بہاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے - حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالےٰ کہے گا کہ میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا نہ کہلایا - میں پیاسا تہا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا - میں بیمار تہا تم نے میری عیادت نہ کی - جن لوگوں سے یہہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بہوکا تہا جو ہم نے کہانا نہ دیا تو کب پیاسا تہا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تہا جو تیری عیادت نہ کی - پہر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تہا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تہی - ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا کہلایا میں پیاسا تہا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھہ ایسا کیا تب اللہ تعالےٰ جواب دیگا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھہ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تہی - دراصل خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالےٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑہ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اسسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے - عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھہ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھہ حسن سلوک ہے خدا تعالےٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے - کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے - پس جو شخص خدا تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے -

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے - جو شخص نوع انسان کے ساتھہ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالےٰ اوس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بہائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے مگر یہ یاد رکہنا چاہئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جاتیں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں خلوص کے نہونے کیوجہ سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا - اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے - اور اگر انسان خدا تعالےٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چہوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے - مینے تذکرۃ الاولیا میں پڑہا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں مینے دیکہا کہ ایک اسی برس کا بوڑہا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے - مینے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھہ ثواب ہوگا - اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا - پہر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں - کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکہا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے حدیث میں بھی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایام جاہلیت میں مینے بہت کچھہ خرچ کیا تہا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہ اسی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کسی کے ادنیٰ

فعل اخلاص کو بھی ضایع نہیں کرتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے میں آجکل کے جاہلوں کیطرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی **کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو** نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرہ کے مٹکے میں ناپاک ڈالا جاوے اور پھر اسکو لوگوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں توجسقدر تل اس کو لگ جاویں اسقدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی **ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو** اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے یعنے **ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ** ۔ یعنی اول نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو یہ احسان ہے۔ **احسان** کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضایع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں دیجاوے گی تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو گالیاں دے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک (سبحانہ تعالیٰ شانہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر نظر

بعض لوگ جنکو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تھیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھا لینے کے بعد کئے۔ اور وہ بھی مدافعت کے طور پر۔ تیرہ برس تک ان ظالموں سے آپ نے تکالیف اٹھائیں، بہت سے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالیٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے۔ اور ایک حق پرست قوم کے لئے راہ کھل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپکو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپکا پلّہ بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چھوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اس کے بعد انگریزوں نے تسلط عام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دیے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی باغی کے لئے کسی قانون میں رہائی نہیں لیکن یہ آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ جب ان آپ نے فرمایا کہ **جاؤ تم سب کو بخشدیا ہے** صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی ایسی **ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی** اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو گا؟ یقیناً یاد رکھو کہ **مومن متقی کے** دل میں شر نہیں ہوتا جس جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ **ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پھر بھی انکی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں** (صدقت یا رسول اللہ!

تیرا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجھے ہو چکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا۔ **لا تثریب علیکم الیوم**۔ (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو۔ اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے **ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً**۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں **کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔**

مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھونگا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور **ابتغاء مرضات اللہ** کی راہیں اس میں دکھائی جائیں مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ، میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابھی اس بچہ کیطرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دیگا۔ اسلئے تم بھی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا **فضل** کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے۔

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی بعد ازاں احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنگاں کیمپ سے حضرت کی زیارت کو آئے تھے انہوں نے حضرت حکیم الامۃ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے معمولی خلق عظیم سے پیش آئے۔ اور یوں ساری تقریر کا پھر عملی سبق پڑھایا۔ حکیم الامۃ نے جماعت کو متوجہ کر دیا۔ پھر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا (ایڈیٹر)

ایک مبارکباد کا خط

السلام علیکم

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اُس رحمٰن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدوں کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی۔ اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور عاقبت للمتقین کو روز روشن کیطرح سے دکھلا دیا۔ اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا۔ وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے۔ یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤں کو بھلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بھرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالیٰ کے آگے جبین نیاز جھکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور شنوا خدا ہے جو اپنے پیاروں کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہ اُسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنوں نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے روسیاہی کا داغ لیکر خایب اور خاسر ہوئے۔ اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور اسکو لیظہرہ علی الدین کلہ کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی شیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ دنیا دیکھ لیگی کہ جو اسلام حضور نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جسمیں دغا جعل جھوٹ زنا کے باوجود انسان پھر متقی کا متقی ہے خدا تعالیٰ نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اس خوشی میں اگر تیرہ سے خداوند تعالیٰ کی حمد لکھی جاوے اور گائی جائے تو کم ہے۔ اے حق

[illegible]

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

نیوگ کرو اور چین اڑاؤ

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار ستکاری سے لیکر پیسہ نے شائع کی تھی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتھ سے نالاں تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچھتی تھی۔ اسپر بعض اشخاص نے مختلف رائیں لکھیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور انہوں نے دھڑا دھڑ بیاہ کی درخواستیں بھیجنی شروع کردیں۔ آریہ درپن نے انوکھی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہوسکتی ہے کیا خوب! اب سناتن دہرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پتر بریلی میں کسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے ”جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو بوجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہانتک مناسب ہے اسکا دوسرا بواہ ہونا لازم ہے مگر قانوناً خاوند کی حیات میں دوسرا بواہ نہیں ہوسکتا اسلیئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان پیدا کرے“۔ بس اب کیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔ کہانے کو ہو نہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو! لپکو! جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گھر گھر چرچا ہو ایسے بیمار یا علاج اور تجربہ بخشہ نسخہ کردو میں ایسی رائیں پڑھ کر آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ کیا ہے کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو [illegible] رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکھیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لیئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ہم اس لڑکی کی سرگذشت پڑھ کر بھی عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کہ لمعتوق رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہ ہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہوگئی تو وہ حمل ناجائز قرار پاکر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث ٹھہرائیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ دفعہ ۴۹۷ میں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھا دیگا۔ شرم!

ہمارے علماء کی سادگی

معزز ہمعصر وکیل رقمطراز ہے کہ ”اس امر سے تو اب کوئی مبصر انکار نہیں کرسکتا کہ مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہوگئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کررہی ہے۔ تعلیم مغربی کے لازمی اثر نے انکو بحدرجہ اسباب وعلل کا مادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کرسکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تھا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لیئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کھڑے ہوجاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم وفنون وتہذیب وشائستگی کا مقابلہ کرسکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کریگا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نوتعلیم یافتوں میں بیدلی بڑھے گی“

میں معزز ہمعصر کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتوی کے اور کچھ ہے نہیں اسلیئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پھر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی معتقدات کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہرحال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم سمجھی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ والحمد للہ

آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو دیا سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹھی پنجاب بھر میں نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔

جناب من

میں ریاست موروی علاقہ کاٹھیاوار میں ابھی دورہ کرکے واپس آرہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لیئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرستی صاحب کی جنم بھومی کو خود جاکر دیکھوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب انتہائی حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تھے۔ لیکن اونکے پنجابی پیروؤں نے خاص شہر موروی کو کہ جو اسی نام کی ریاست کا دارالخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اُن کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر اور ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بھی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں مرحوم سوامی کے پتا ریاست موروی میں فلاں اعلے عہدہ پر ملازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکھ کر میں موروی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹھیاوار بھر میں ساتھ لیا جاتا ہے۔ میری مراد مسٹر پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موروی میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے قریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہموں کے پاٹیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کیئے۔ اور ریاست کے قریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہمزبان تھے کہ۔ یہاں موروی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اور اون کے مشہور بیٹے کے نام ونشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل دیوان ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بھی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھرام اور [illegible] این مکرجی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لیئے کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر اونہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرستی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موروی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرستی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتھ میری درخواست ہے کہ وہ سچے واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں۔

مقام احمد آباد - (گجرات) ۱۶ - اکتوبر ۱۹۱۴ء } آپ کا وغیرہ دیورتن "

اس تحریر میں کچھ حصے ہم نے جلی کر دئے ہیں۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے - اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی - بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پترکا اور آریہ مسافر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک ان کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدائش کا کوئی ٹھیک سراغ نہیں ملا۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبے سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا کس قدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کے بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں - ان ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جبکہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ ہی سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے [illegible] بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو بھی صرف اونکی مثال کی پیروی کر رہے ہیں - لیکن کیا یہ غلط بیانی [illegible] بیہودہ ہونے کے [illegible] افسوسناک نہیں ہے [illegible] کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ دینا اور [illegible] کرنا ہے؟ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھ کر آریہ لوگ " اپنے سوامی کی کوئی ہتک نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں!! لیکن انسان ہے جو اخلاقی کے طوق میں گرا ہو سچائی اور انصاف کا ان کوئی پیار نہ رکھے ان انسانوں نے کیا کچھ کر نہیں لیں؟

جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں یہ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا - اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف بھی ناظرین اٹھاتے رہیں جو اخرجت الارض اثقالھا کے جامع الفاظ میں کی گئی ہے ، اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ ایڈیٹر

ایک اطالین نے جسکا نام بینو ہے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آجاتی ہیں اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو - غالباً اس زمانہ تمدن میں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہوگی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھ لئے جاوینگے اور سمندر میں جو اور بہی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بہی معلوم ہو سکینگے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ اخرجت الارض اثقالھا کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑہ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا - اسی موجد نے ایک اور آلہ نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں بآسانی نکل آتی ہیں۔

اسٹغین نامی لنڈن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولےٰ رکھتا ہے حد نگاہ کے گھٹانے بڑھانے کا علاج نکالکر دنیا کو عینک و مقعر عینکوں کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بہی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کمزوری سے بری ہو جاتی ہے - یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا - بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادہر ادہر دبا دیتا ہے - اسوقت تک وہ بہت سے [illegible] آنکھیں درست کر چکا ہے۔

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ اگر گہری کہر میں [illegible] ڈالی جاوے تو سب ملکر کرہ ابر یا پارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دہوئیں اور بخارات میں بہی کرتی ہے یعنے تمام دہواں یا بخارات برق بار بنکر جم جاتے ہیں - محقق کا یہ بہی دعویٰ ہے کہ برقی قوت کے ذریعہ سے موسم کو بہی بدلا سکتا ہے یعنے اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے یا اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کہل سکتا ہے - (الحکم - اور دجال کے [illegible] ہوں گے)

اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نوآبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور نصرانیت اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندوں کی حمایت کرکے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنایا جاوے۔ جرمنی کا باوجود ادعائے آزادی رواداری یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہایت ہی قابل شرم امر ہے تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو بجبر تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تھپڑ کہا کر دوسرا پھیر دینے کا حکم ہے - اور اسطرح اپنی عملی طاقت کے برے نمونے کو پیش کرکے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پولیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔

اے **مسلمانان ہند**! کیا اب بہی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤ گے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکہا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا - اے رحیم و کریم مولیٰ! اگر افریقہ کی نوآبادیوں پر مسلمانوں کا قابض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو **گورنمنٹ انگلشیہ** ہی کو ان [illegible] تاکہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا [illegible] آمین۔

مذہبی توہین | معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم [illegible] کی توجہ کو ایک ضروری امر کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت شکرگذار ہونا چاہئے اگرچہ میں امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر مطلقاً اس سوال پر نظر کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں اخبار مذکور لکہتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اسبات کا لحاظ رکہا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نیو ایلیمنٹس آف جاگرفی میں جو انٹرمینس کلاسوں میں پڑہائی جاتی ہے اس امر کو مدنظر نہیں رکہا گیا چنانچہ اس کے نئے ایڈیشن صفحہ ۸۴ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکہا ہے "دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کرکے مرتب کیا تہا" ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگزیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکہتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں ابتک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکہانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بد دلی پیدا کرنے والے ہیں اسلامی انجمنوں کو چاہئے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے نوٹس لیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں"

قدیمی نسخہ قرآن مجید | معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قلمی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شایع ہونیوالی ہیں تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدیۃً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم - شاہ فارس - امیر بخارا - خان خیوا - خدیو مصر - سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بہیجی جاوے گی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑہے سات سو روپیہ ہوگی

حضرت حکیم الامت کے سینے والے آمین

شیخ عبدالحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی بہ سلاسل الفضائل - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکہی ہے - عمدہ کتاب ہے - اس کی قیمت مصنف نے چھ آنہ مقرر کی تہی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہوگئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصلی قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں - اصل لاگت اس کی چار پیسہ ہے احمدی احباب ہر ایک شہر میں جس کا بیان اسکی اصل قیمت پر خرید فرمالیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے - اور میرے نزدیک احباب کیلئے عمدہ موقع اعانت کا ہے اور کتاب بہی غنیمت ہے،

والسلام - نورالدین۔

(مہر الدین ... م)

مقدمہ حضرت اقدس میں عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل میں میں عالیجناب سشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا معہ ترجمہ اردو ترجمہ شائع کرتا ہوں جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑھا جاوے گا۔

یہہ خدا تعالیٰ کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصًا اور طالبان حق کیلئے عمومًا ہوا ہے - امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑھیں گے - ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹھہ انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر دافعہ ۷ - ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری - تاریخ دایرہ اپیل فوجداری ۴۲۶ بابت ۱۹۰۴ء - ۲۱ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری
۷ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ۔

بنام

سرکار قیصر ہند ریسپانڈنٹ

اپیل مدخلہ خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵ - ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتما رام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء درباره دینے سزا مبلغ ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

بہ حاضری مسٹر بیچی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی کرم دین اصالتًا پیش ہوا - سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بہ خوبی طور پر اپنے فیصلہ میں ظاہر کئے ہیں اور اون کو مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے - اونہوں نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے - اونہوں نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۴۲۶ و ۴۲۵ داخل کی ہیں اور اون کا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے - ہم تسلیم کرتے ہیں کہ

صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جسکو ملزم ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم ۲ نے شائع کیا فی نفسہ مزیل حیثیت عرفی ہیں اور ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے برے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اور اون سے بڑی بھاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے - ساتھہ ہی ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ ملزمان مستحق بریت کے تھے - ملزمان کا اہم عذر یہ تھا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بوجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ - اکتوبر کے مستحق تھا - مجسٹریٹ صاحب نے یہہ ثابت کرنے کے لیے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان آرٹیکلوں سے کوئی تعلق نہیں - اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے - مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے - ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے جس کا ازالہ ہوا - ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہوں نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادہ عام کے واسطے لگایا گیا تھا - ہم یہانتک بھی کہنے کو تیار ہیں کہ اگر ملزمان کو اوس وقت جبکہ اونہوں نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بھی ہوتا کہ وہ اتہام صحیح تھا اور بعد ازاں اون کو اس امر کا علم ہوا ہو تو بھی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تھے۔ مقدمہ ہذا میں ہم نہیں کہہ سکتے - کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے - کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایما نہیں ہے کہ مستغیث بدین وجہ دروغ گو اور بہتان باندھنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندھنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ - اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے - کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ مثلًا جھوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جھوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تھی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجھے جا سکتے - بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لیے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ

محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسواسطے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لیے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہ دلائیں اس میں کچھہ شک نہیں کہ فوجداری نالش ہونے کیوجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا - تاہم یہ ضروری نہیں ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلوں کے باقاعدہ جواب میں استعمال کئے جانے چاہئے تھے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت میں گھسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ان ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہیں نامزد کرنے کی کافی وجہ تھی - ہماری دانست میں اسپر یقین کرنا ناممکن تھا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت رد و بدل سے ظاہر ہوا مد نظر نہ تھا۔

خطوط جو تین ماہ یا کچھہ عرصہ پیشتر شائع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوی کا مضحکہ اڑایا گیا ایک نہایت ہی رنج دہ اور شدید حملہ تھے جو کبھی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تھا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تھے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعًا مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے۔

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہیں ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آرٹیکلوں کے حوالہ دینے کے سراسر مستحق ہیں - آرٹیکلوں کی بابت یہہ کہدینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چال بازی اور خلاف بیانی اور جعل سازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطروں میں دنیا کے سامنے فخر کیا گیا ہے - ہم خیال نہیں کرتے ہیں کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتوں سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اڑایا گیا رنج اور غصہ میں الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغ گو) استعمال کئے ہیں - ہم اسبات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکھے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ میں اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت اونے درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں - خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تھے یا نہ دے رہے تھے تاہم حیثیت مستغیث

کا موازنہ کرنے میں آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہان تک درست تھا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑھ کر بھی ہوتے - جبکہ بہ قول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے تو اوس صورت میں الفاظ کی باریک کمی بیشی کے درپے نہیں ہونا چاہئے - دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکھے - مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکھے تھے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکھنے کی بناء پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریبًا ۳ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہیں کی۔

آرٹیکلوں پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ میں اکثر اوقات سراج الاخبار میں نامہ نگاری کرتا رہا ہوں۔ آرٹیکل اڈیٹر نے شائع کئے تھے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تھا مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ میں یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبھی کوئی تحریر اخبار میں نہیں بھیجی - اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلوں کو تحریر نہیں کیا - بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہیں کر سکتا - نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہیں کرتا - مستغیث نے اس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے میں اس قدر ٹال مٹول کیا ہے کہ ہم اوس پر کوئی اعتبار نہیں رکھہ سکتے - ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ء کو راے چندو لعل کے روبرو یقینًا بیان نہیں کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۱۳ - اکتوبر ۱۹۰۲ء اوس نے لکھا تھا اور دیگر دستاویزات کی بابت بھی یہی بیان کیا - سوالات جرح میں اوس نے ۱۳ - نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تھا کہ فضل دین نے اوس سے کتب مانگی تھیں اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کردی تھی اور وہ اوس کے قبضے میں ہیں۔ فی الحقیقت اس امر پر شک کہ قریبًا ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوتا ہے - اسواسطے ہمارا اتفاق دیگر عدالتہائے

... مستغیث بھی ۶ - ۱۳-۲ اور
... مندرجہ سراج الاخبار
... ہمارے خیال میں آخر پر
... بیشک نہیں ہوسکتا کہ یہہ قرار دیا
... ملزمان نے نیک نیتی سے کارروائی کی۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تھا۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہیئے۔ بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاویں اپنا فرض سمجھتا ہو اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثوں میں بہت کم دلچسپی ہو تو بھی ہر ایک کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولوں کے پیرو ہیں وہ بہت وقعت رکھتے ہیں۔

ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزم نمبرا جہاں تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تھا اوس کے جواب میں اس امر کا بالکل مستحق تھا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگاتا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہیں اور جو کہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ میں پڑ جاتی اور اگرچہ جہلم میں مقدمات قانونی ہونے کے موقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کو مل سکتا تھا مگر پھر بھی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہیں کیا جا سکتا۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے میں جس جگہ کھلے طور پر اوس کا مضحکہ اڑایا گیا تھا درستی پر تھا یہہ دیکھکر کہ کس طرح سے عدالتہائے نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکھے تھے۔ یہہ اغلب نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابتہ علم نہ ہوا ہو خواہ کبھی تھوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل میں پیدا بھی ہوا ہو۔

پس ہم قرار دیتے ہیں کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر ا اور نیز استثناء نمبر ۶ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ میں جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہیئے تھا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہیں۔ اون کا جرمانہ واپس دیا جاوے گا۔ المرقوم ۷۔ جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط مسٹر اے ای ھری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے

دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی۔

نماز کی حقیقت

گزشتہ چند اشاعتوں میں مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ خداتعالےٰ نے اس کتاب کے کے متعلق قوم میں غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور ہمت کے متعلق عجیب عجیب خط آ رہے ہیں میں ضروری نہیں سمجھتا کہ ان سب خطوط کو درج کروں ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستیں آئی ہیں۔ جس سے مجھے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاء اللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہوگی۔ بعض احباب نے کتاب مذکورہ کے متعلق مفید مشورے بھی دیئے ہیں جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہیں۔ اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہو گا میں اوس پر کار بند ہونیکی سعی کرونگا انشاء اللہ العزیز۔ خوشی جو مجھے ان خطوط کو پڑھکر ہوتی ہے اسکی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ اس میں متعدد جلدوں کی درخواستیں ہیں اور نہ اسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستوں کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خداتعالےٰ کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام کر رہی ہے کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم میں تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہ ہوتا تو ایسی کتاب کیلئے پرجوش دل کیساتھ ہاتھ نہ بڑھاتی۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خداتعالےٰ کے مامور کی صداقت کا ثبوت ہے۔ پس میرے لئے یہی امر ہے جو خوشی کا موجب ہوا ہے۔ ورنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابوں کی بھی ہو رہی ہے میں ابھی کچھ اس کتاب کے متعلق کہنا نہیں چاہتا۔ خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ یہہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہوگی۔ میں نے یہہ بھی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آج کل کے نو تعلیم یافتہ اور بخیال خویش مہذب پارٹی کے ان اعتراضوں پر بھی نظر کروں جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان میں پڑھنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ خداتعالےٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے۔ قیمت کے متعلق میں سر دست کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے۔

تازہ الہام - ۱۹ جنوری ۱۹۰۵ء کو ظہر کے وقت سنایا

ایک چونکا دینے والی خبر

قوم میں مذہبی مذاق پیدا کرنیکے لئے میں کیا کر رہا ہوں

میں اپنی جگہ سمجھتا ہوں کہ قوم میں مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکیں۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے نفع رساں سمجھا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑھکر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہیں اور اوسی کا مذاق مختلف پیرایوں میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایسے شخص کا فرض ہونا چاہیئے جو کچھ بھی درد دل میں رکھتا ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان میں نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بھی معذور ہے۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجھ کر ایسے کاموں میں ہاتھ ڈالدیا کرتا ہوں کہ اگر نہیں تو دوسروں کی تحریک ہی کا باعث ہو جائیگا اور کچھ نہ کچھ فائدہ قوم کو پہونچ رہیگا۔ اسی بنا پر میں اپنے بعض دوسرے مددگاروں کے ساتھ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہوں۔

انہیں سے پہلی کتاب **السیرۃ الصدیق** ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانحعمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اصل کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکھ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس میں چھپنے کو دی جاویگی۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لائف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہیں اون کے پڑھنے سے دل میں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے میں نے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے۔

دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید میں لکھی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہاں قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چھوڑ دیا ایسی کتابوں کی بھی پروا نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اوسپر ایسے مفید نوٹ لکھے ہیں جو حضرت حکیم الامۃ نے از بس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا کہ کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہو گئی میں اس کتاب کے ذریعہ بھی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں کتابیں جہانتک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہیں۔ ایڈیٹر الحکم

ازالۃ الوسواس - حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹھ کے حالات کا مجموعہ علماء میرٹھ پر اتمام حجت قیمت ۴ر سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ سے ملیگی ریویو بعد میں کرونگا ایڈیٹر۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت اچھی طرح سے ہیں حضرت مسیح موعود خداتعالےٰ کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکھنے کا ارادہ فرما چکے ہیں۔

۲- بزرگان ملت بھی خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھے ہیں اور خدمت دین میں معروف ہیں۔

۳- خداتعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تھا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جایز حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تھا اب نصف حصہ مالکی مرزا نظام الدین صاحب او مرزا امام الدین متوفی کے متبنیٰ مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بھی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جایز ضرورتوں کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانے والے ہیں جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے۔

۴- امتحان میں جانیوالے طالب علموں کی فیس داخلہ کے متعلق قریبًا انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام رسید زر سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کے لئے خداتعالےٰ خود جزا ہو۔ آمین

۵- ہفتہ زیر اشاعت میں بارش ہوگئی۔

جدید تالیفات

۱- **خطبات کریمیہ حصہ اوّل** جو بارہ خطبوں پر مشتمل ہے چھپکر شائع ہو گیا اور باستثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تھی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بھیجی جاوے دوسرے احباب کے نام روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدیں باقی ہیں۔ قیمت ۴ر فی جلد علاوہ محصول۔

۲- **محامد المسیح** - (حصہ اول) جس میں وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں مخلص احباب نے لکھے تھے جمع کر دئیے ہیں نظم انسان کو فطرتًا دلپسند ہے اسکی صرف ۵۰۰ جلد میں طبع ہوئی تھیں اور صرف پچاس باقی ہیں۔

آئندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابوں کیلئے مستقل خریداروں

حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں

(۳۰ اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب)

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - الآیۃ - الی - اخوانا -

یہ ایک قرآن کریم کی آیت ہے - اس سے میری ایک غرض ہے - آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے - کچھ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں - تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی -

پھر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی - یا بطور تفنن طبع کے سنتے ہیں - اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق و حکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اٹھائیں -

پہلے لوگ اگر معرفت کا سمندر بھی بہہ رہا ہو تو اونہیں کچھ سروکار نہیں - ہاں اگر بولنے والے کے منہ سے ایک لفظ - صرفی - یا نحوی - یا زباندانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا - یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھ تامل نظر آتا ہے - تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جاتے کہ ہاں جی فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے - لفظی غلطیاں بہت کرتا ہے - پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہے اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھ تمیز نہیں کہ یا کسی مٹھائی پر بیٹھی ہوں یا گند اس پر - یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق مل جاتا ہے تو وہ دوسروں کے پیش کرتے کہ دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے -

اور دوسرے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو غلطیوں اور ناموزوں الفاظ کو بالکل نظر انداز کرتے اور اوس وعظ یا تقریر ... سے بہا موتی حق و حکمت کا ... لیتے -

تو اوسے لیکر خوش ہوتے -

پھر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہ ہیں - کہ بعض تو چند پیسوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کے واسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بد کام کے واسطے - یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر - یا بعض اسکے عوض میں کچھ پانا نہ چاہتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے بلائے سے بولتے ہیں -

پس اب تم خود سوچ لو - کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کس طرح کا سنانیوالا ہوں -

میں نے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے - بخاری کے ابتدا میں یہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے - اسکے اغراض کیا تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کس طرح ہوئی - اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا - اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے - اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلیٰ ترقی پر - لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے - اور اوس کا باب اس طرح شروع کیا ہے کہ کس طرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تھا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا - پر بات یوں شروع کی ہے کہ - انما الاعمال بالنیات وانما لامرء ما نوی - یعنی ہر ایک اختیاری فعل - (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت - اور مقدرة سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو) -

جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پھل مل جاتا ہے - جیسے ارادے اور اغراض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پھل اٹھاتا ہے - پس میں نے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجھتا ہوں اوسکا سرٹائٹل کچھ اور ہے - اور یہ بات کچھ اور - پس میں نے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں - پس اون کی نسبت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے - اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی - ہر غرض کا لفظ چھوٹا ہے - ہر شئے تنکے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں - پس یہ لفظ عام ہے - غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع نہ کرے - یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں ایسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں - پس اسجگہ کھڑے ہوکر تم اپنا وقت ضائع نہ کرنا - تاکہ تمہاری اغراض نیک ہوں -

سنانیوالے کے کیا اغراض ہیں - یہ بتلانے کی مجھے ضرورت نہیں - کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں - یا اس سے بڑھ کر میرا مولا خوب سمجھتا ہے - کیونکہ وہ یعلم السر واخفٰی - یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور کہ ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے - اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں - ... اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے - بہرحال تم لوگ اگر نیک اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہوا میں بے فائدہ رائگاں نہ کرو -

بہت ساری مخلوق الٰہی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں - ہر انسان کو علم اور عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں - یہ میں نے تمہاری خیر خواہی کی ہے - پس میری پہلی بات کو تم لیلو - اور بڑی بات کو - کالائے بد بریش خاوند - یہیں چھوڑ دو - حق و حکمت کا کلمہ لینے سے دریغ نکرو اور برائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو -

جو آیت میں نے پڑھی ہے - اوسکا مطلب یہ ہے کہ - اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جیساکہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے - تقویٰ کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے - اور اس کے پہلوؤں سے انسان کس طرح آگاہ ہو سکتا ہے - اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقویٰ ادا کرو -

تقویٰ کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے - عربی زبان میں اسکا نام تقویٰ رکھا ہے اب آیا کہ کس طرح انسان دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کھول کر بیان فرمایا ہے - یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں -

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ - الآیۃ - الی - اولٰئک ھم المتقون -

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں - تقویٰ کی جڑھ - شاخوں اور اوسکی رگوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں - میں نے اوسکی پیش نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کیواسطے یہ دوسری آیت پڑھی ہے - لاکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ نہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں - کیونکہ جب نتیجہ مدنظر ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے - پس پہلے مجھے یہی پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں - پس مختصر اً بتلا دیتا ہوں -

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقویٰ کیا چیز ہے - مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کرسکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا - پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں -

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں - جب یہ خواہش موجود ہے - تو ایک بیمار - جو بہت طبیبوں کا علاج کرچکا اور مفلس ہوگیا ہے - گھر والوں کو دوبھر معلوم ہوتا ہے - پر جب وہ ہر طرف سے تھک کر کسی طرف آتا ہے - تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہوکر آتا اور پھر سب سامنے نذر رکھتا ہے - حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا مل جاوے گی - یا اسکی طبابت اکمل ہے - پھر ہماری زمانہ بھی کیا ہے - اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں - ڈاکٹروں - حجاموں - جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تھوڑا حصہ ہمارے پاس ہے - پھر باوجود اس قلیل مقدار طب کے بیہودہ ہمارے ناتھ سے زہر کھانیکو بھی تیار ہے - پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا تبع بننا چاہتا ہے -

پھر انسان طاقتوروں کا بھی ... بننا چاہتا ہے مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہدیتا کہ فلاں ڈاکٹر یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر - وغیرہ میرا اپنا ہے - یعنی میرا دوست ہے -

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا - اور وہ اور قومیں جنکے سامنے ہمیں یہ بحث

کرنے کی ضرورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کردے تو میں تھوڑا سا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ جہت ایسا ہی مکرم اور معظم رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں - پھر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنا دیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچھہ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل وبیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لئے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پھر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا یہہ یہ بات کیسی پوری ہوئی یہہ اسلئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین وآسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم وقادر سے محبت ہو تو پھر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالی فرماتا ہے -

۱ واللہ یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲ انما یتقبل اللہ من المتقین -
اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - متقی کو وہ علم سکھائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب - متقی کو تنگی اور دکھہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتادینگے اور اوسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نکر سکیگا - ہم اوسکو تنگ سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتادیں گے - رزق کی بھی تکالیف ہوتی ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات ہوتے ہیں - اون سبا سے نکالیں گے - اور [illegible] سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بھی نہو - [illegible] ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا - [illegible] مخالفوں کو اڑا دینگے اور تمہارے لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے -

میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس متقی ۱ خدا کا محبوب بنتا - ۲ علم سکھتا - ۳ تنگی سے نجات پاتا - ۴ کامیاب ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - ۵ رزق لیتا - ۶ اس کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تو تمنے سمجھہ لیا. اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے -

۱ پہلی جڑھ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے -
۲ دوسری جزا وسزا پر ایمان ہے - ۳ فرشتوں پر ۴ کتابوں پر - ۵ انبیاء پر ایمان لانا - ان پانچ جڑوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل کے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکھہ - اور نیکی بھی ہوتی جسکا نتیجہ سکھہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کرسکتا - بہت سی آہ و فریاد و نالہ وزاری - گھروالوں اور پڑوسیوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکھہ کی وجہ سے ہوتی ہیں -

ایک وجودی کو درد مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو ایک دن گھبرا کر یہہ شعر کہا ؎

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو میں اور میں تو ہوگیا - پر اب معلوم ہوگیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکھہ اور سکھہ پہونچے یہہ نہیں ہوسکتا پھر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکھہ کی جڑھ بدی اور سکھہ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا ہی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جاکر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکردوارے میں - اور عیسائی مشن کمپونڈ میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگا دیگا پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسیکے پاس رہنا اور سہنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - ادنی کی حسب استطاعت رنگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پہ جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوتا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ - کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور اوس کے محامد کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوکر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حسن حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہوسکتی ہے - پولیس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پر تمام بدیوں کی جڑھ تو دل میں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا

پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور پھر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

پھر انسان کبھی کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ میں نے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نکرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کرکے کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پھر بھلا ایک گھر والوں کے سامنے ایک شہر والوں کے سامنے - پھر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پھر ساری دنیا کے سامنے پھر تمام اولین وآخرین کے سامنے ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ کیسے برداشت ہوسکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکھکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھسے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پا کر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا حرج ہے کہ کچھہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کرلیں - اور پھر بہشت میں چلے جاویں - میں نے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ نقد دیتا ہوں مجھے سرپر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس میں نے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا آشنا سا بھی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پھر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - مثلاً - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - میں نے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے وہ کہتے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - میں نے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہئے میں جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹھگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں برا سمجھتے ہیں - میں نے ٹھگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھہ نقصان کرلے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں میں نے کہا کیا دوسرے کا مال کہانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لاجواب ہوگیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا واعظ موجود ہے - لہذا جزا وسزا کا اعتقاد بھی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجھو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ۳ ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور اگر کی ہے تو کم کی ہے یا اوسپر ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجھا ہے -

ہمیں خدا تعالے نے ملائکہ کا اعتقاد - جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں تو ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی تلاشوں میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے میں نے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتادیا یہہ کہ تقوے کے پھل کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں ہے -

لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تلاش کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑہانی چاہئے - بہت لوگ اسطرف بھی جھکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں معمولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑھ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں (دنیا مانتی ہے کہ) کوئی کام دنیا میں بے سبب کے نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم ایک چیز کی چوری چہپائیں تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بے سبب یہ غایب نہیں ہوئی۔ کوئی نہیں مانتا کہ خود بخود نہیں ہوئی اور اسی طرح دیکھو۔ تو بعض دفعہ مثلاً ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ یا بعض دفعہ کلام میں ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے اسکے دل میں ریا آجاتا ہے۔

پہلے ایک دفعہ صبح کی نماز گہر میں پڑہی۔ تو بہت مختصر کردی۔ اور ایک دفعہ پھر مسجد میں صبح کی جماعت کرانے لگا تو لمبی قراءت شروع کردی۔ مگر دلمیں خیال آیا کہ تونے گہر میں جہاں لمبی قراءت چاہئے تہی چہوٹی کی۔ اور مسجد میں جہاں چہوٹی قراءت چاہئے تھی لمبی شروع کردی ہے۔ پس غور کرکیا یہ ایمان کا مقتضاء ہے۔ جہٹ سلام پہیر کر راستہ لیا۔ کسی نے سمجہا جنبی تہا۔ کسی نے کچہہ خیال کیا اور کسی نے کچہہ۔

پس انسان کو بیٹھے بٹھائے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہہ کیوں ہوتی ہیں۔ جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقعہ پر تحریکین کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور بتدریج پہر وہ تحریک ہوتی اور بڑہتی جاتی ہے اور وہ انسان اُس میں لگ پڑتا ہے۔ یہانتک کہ اوس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پہر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے۔ اسکے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الآیۃ۔

پس ایسے لوگوں پر پہر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مت غم کہاؤ۔ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بہی نیکی سکہلاتا اور بدی سے روکتا ہے۔

پہر۔ پاک اور مقدس کتابیں بہی۔ ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کرتی ہیں۔ مصنف کے خیالات کا اثر پڑہنے والے پر پڑتا ہے۔ مثلاً نادل ہیں جن کے اثر سے ہزاروں عورتیں اور مرد ہندوستان میں بدکار ہو گئے۔ یہہ بات بہت مصنفین نے صاف لفظوں میں لکہی ہے۔

اب ہم اپنا شاہدہ دیکہتے ہیں کہ ناول۔ فسانہ عشق وحسن کے قصے پڑہنے والوں کو دیکہو کہ اون کا نتیجہ نیک اٹھایا یا بد۔ بہت کتابیں بازاروں میں پڑی ہوئی ہیں اور ہمارے لوگ پڑہتے ہوں گے اون کا مطالعہ کرکے دیکہہ لو کہ اون کے نتائج کیا نکلے ہیں۔

ہمنے ایک دفعہ راگ کے مسئلہ پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں۔ کنجر بہڑوے۔ راس دہاری۔ مراثی۔ ڈوم۔ پہر قوال۔ ذرہ غور کرو۔ اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں۔ مگر بندہ تو فعال چاہئے۔ وہ تو صرف قوال ہیں۔ پہر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو سُریلی آوازوں سے پڑہنے والوں کے اعمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے۔

پس ملائکہ کے ایمان کے بعد مقدس لوگوں کی کتابیں پڑہنے سے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ پہر خدا اور انبیاء کی کتابیں۔ پہر پاک لوگوں کی صحبت اور پاک نمونوں سے انسان نیک بنتا ہے۔ اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک نمونے دیکہتے ہیں۔

یہہ جڑہیں ہیں تقوے کی۔

اب ان جڑہوں کے پہل اور نتائج کیا ہیں۔

گرجان طلبی مضائقہ نیست + ورزر طلبی سخن درین است

ابہی اگر چندہ کا سوال کریں تو یہ مجلس درہم برہم ہو جاوے۔ میں چندہ کی درخواست ہرگز نہیں کرتا۔ پر وہ لوگ جو ان جڑہوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ۔ الآیۃ ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر رحمت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ یہہ اون میں تقوے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دنیا کہاں ہے۔ تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔ پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔ اسلئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔ جب انسان دیکہتا ہے۔ فلان میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تہا فلان نے مجہے گالی دی تہی۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اوسکا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تعرض کرتا ہے۔ پر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کرکے اوس کی پرورش کرتا ہے یہہ اوس تقویٰ کا نتیجہ ہے۔ پہر اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہہ خیال کرتا ہے کہ یہان سے مجہے بہت کچہہ عوض میں ملیگا۔ مجہے یہہ عزت ملیگی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو۔ کیونکہ یتیم سے تو بدلہ کی امید نہیں اور یہہ مظہر بنتا ہے تقوی کا۔ پہر تیسری ایک اور جگہہ ہے مال کے خرچ کرنے کی۔ ایک شخص درزی ہے۔ اور اوس کے پاس سوئی دہاگہ۔ اور قینچی نہیں۔ وہ سکون کی حالت میں ہے۔ کام نہیں کرسکتا۔ جبتک اوس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنوادینا مسکین کی خبرگیری ہے۔

پہر مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ مانہ پہیلانے کی حقیقت کو بہی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی بہی تقوی کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوی کے بتلائے ہیں اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوی کے بتلائے ہیں۔

پہر سائل پر عجیب حالت ہے۔ ایک شخص سوال کرتا۔ دوسرا اوسکو کچہہ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہیں۔ پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑی ہے۔

سید عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کرلیا کرو۔ کبہی تو سائل کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ کبہی جیب تو پُر ہوتی پر بخل کی عادت اوس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پہر سائل کی دو حالتین ہین۔ کبہی تو واقعی اوس کے پاس کچہہ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبہی اوسکو ضرورۃ نہین پر حرص نے دست سوال پڑہایا ہے۔

اب اگر یہہ اوسکو دیتا نہین تو اوسکا سوال لغو گیا پس سید لکہتے ہین کہ یہہ شخص خدا سے استغفار کرے۔ قول معروف و مغفرۃ۔ یہہ مغفرۃ کے وہ معنے فرماتے ہیں۔ استغفار۔ کہ یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اوسکو پُر کر۔ یا بخل کی وجہ ہے تو مجہے اس عادۃ کے عذاب سے نجات دے۔ اور اس سوالی کو یا تو توفیق اور رزق عطا کر جو کسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیربار ہے۔ یا اگر اس کے گہر مین روپیہ ہے تو اسپر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پاوے۔ پانچواں مظہر ہے تقوے کا۔ رقاب۔ مثلاً قرضہ۔ ڈگری۔ غلامی والے کو دیوے۔ یہہ تقوی کے مظہر ہین اموال پر۔

واقام الصلوٰۃ۔ صبح کا وقت ہے اور سردی کا موسم ہے۔ رات کو احتلام ہوگیا ہے۔ اور صبح کی اذان ہوئی ہے۔ نماز پڑہنی ہے۔ پہر ٹہنڈی ہے اور ٹہنڈے پانی سے غسل کرتا اور نماز میں جاکر شامل ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس عشاء کا وقت ہے۔ یا عصر کا وقت ہے کہ دوکان پر خریداروں کا جہمگٹا لگا ہوا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آئی ہے۔ اور یہ سب کچہہ چہوڑ چہاڑ کر مسجد کو دوڑتا ہے۔ ایسا ہی صبح اور عشاء کی نماز میں منافق کسل کاہلی کرتا ہے۔

واٰتی الزکوٰۃ۔ اپنے اموال میں حصص مقرر کرتا ہے۔

والموفون بعہدہم۔ اپنے معاہدوں میں وفاداری سے کام لیتا ہے۔

والصابرین فی البأساء والضراء الآیۃ۔ بیماری اور مقدمہ اور غربت و افلاس۔ یہہ تین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں۔ ہر آدمی اسپر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں ہمت۔ حوصلہ۔ استقلال اور جوانمردی سے کام لے۔ یہہ تقوے کے نشان ہین۔ اور ان نشانوں والے شخص کو متقی کہتے ہیں۔ اب تم نے اس آیت کے معنے سمجہ لئے ہونگے۔ پس اسطرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اب وقت ختم ہوگیا ہے۔ اور نماز کا وقت آگیا ہے۔ باقی پہر سہی۔ ہاں سامان تقوی بتلادیتا ہوں۔ دعا۔ نیک صحبت۔ اور صدقہ وخیرات دینا۔ یہہ سامان ہین۔ اللہ تعالٰے تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین۔

رسید زر برائے امداد داخلہ امتحان طلباء کالج

جمع گذشتہ ۱۲۔

حکیم فضل دین صاحب ۔عـہ ۔ منشی شمس الدین صاحب از شملہ گورنمنٹ پریس ۔صمہ ۔ شیخ محمد اسمعیل صاحب ۔ ماسٹر محمد الدین صاحب کلرک مدرسہ عہ ۔

جناب سید محمد علیشاہ صاحب ۔عہ ۔

چودہری اللہ داد خانصاحب کلرک دفتر سیگزین ۔عا

سید سرور شاہ صاحب ۔ ۲ ۔

چودہری رستم علے کورٹ انسپکٹر (دوبارہ) صمہ ۔

احمد نور صاحب کابلی ۔ ۲ ۔

مولوی شیر علیصاحب پرنسپل ۸ ۔ عمر الدین دودہ فروش ۔ مفتی صاحب ۔عہ ۔ قاضی غلام حسین صاحب عـہ

کل میزان ۱۰ للعـہ

عید الضحیٰ کا مبارک دن قریب آرہا ہے۔ اسواسطے آپکو بر موقع یاد دلاتا ہون کہ چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور کہاں قربانی (قیمت) مدرسہ کے غربا اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی

[illegible]

ہندوستان مین دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

یسوع کا یہ فعل کسی حالت اور صورت مین نظر انداز کئے جانے کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتہہ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہہ سے اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونیکی ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست توڑ نہین سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرة مل سکتی ہے اسپر غور کرنیسے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی مین یہ واقعہ کبہی پیش نہین آیا کہ انہون نے کسی دوسرے کے ہاتہہ پر گناہون کا اقرار کیا ہو۔ عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولیٰ کریم کے ساتہہ تعلقات شدیدہ کی وجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہین یہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ دیتا تہا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتہہ پر توبہ کی۔

یہ انجیل جو اصلی یسوع کی لایف کا آئینہ ہے یہ بہی بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بہی اسنے کوئی معتد فایدہ نہین اٹہایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بہی کمزور ہو گئی تہی۔ مین انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرونگا اور دکہاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات مین ایسے امور موجود ہین جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہین۔ ان واقعات پر نظر کرنیسے ایک اور بہی حقیقت کہلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیون کی ان رکیک تاویلون کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ مین وہ پیش کرتے ہین۔ سب سے پہلا اثر اور نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو **شیطان اپنے ساتہہ لیگیا**۔

چنانچہ متی کی انجیل مین اس واقعہ اصطباغ کیساتہہ ہی بلافصل یسوع کی آزمایش کا عنوان جماکر لکہا ہے کہ

اسوقت روح یسوع کو جنگل مین لے گئی تا کہ ابلیس سے آزمایا جاوے

میری سمجہہ مین اس آیت کی کوئی توجیہ نہین آئی۔ قریباً ۱۲ برس سے انجیل پڑہتا رہا ہون یہانتک کہ بعض پادریون مثل حسن علی سفیر سابق ایڈیٹر نور افشان - پادری جیمل سنگہ - پادری شریف صاحب (جو لاہور مین بڑے مشہور پادری تہے) پادری جی-ایچ گرے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریون سے بہی انکی ہی تحریک کے موافق مینے انجیل کو پڑہا۔ اور ان سے بار بار پوچہا کہ یہ کیا سِر ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول مانا جاتا ہے اور معاً وہ شیطان کے ساتہہ چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتین ثابت ہوتی ہین یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہین۔ لیکن مین سچ کہتا ہون کہ پادری صاحبان کو دونون باتون کے تسلیم کرنے مین موت آتی ہے اور حقیقت مین آنی بہی چاہئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کرین کہ یہ واقعات نفس الامر مین غلط اور بے بنیاد ہین اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہین تو انہین اپنی زبان سے یہ اعتراف کر لینا پڑیگا کہ انجیل مین بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہین جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل مین نہین رہ سکتی اور اُسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہین اسمین حق و باطل ملایا گیا ہے۔ اور اگر انجیل کی عزت و وقعت کو قایم رکہنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ مچ یسوع کو شیطان اپنے ساتہہ لیگیا تہا تب بہی اس مذہب کا کچہہ بہی باقی نہین رہتا۔ کیونکہ جس کا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو شیطان سمجہہ کر بہی اس کے ساتہہ جاتا ہے اور پہر ایک دو منٹ نہین بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتہہ رہتا ہے اسکی ایمانی حالت ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی حمید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان اور یہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس روز تک اسے پہرایا۔ اچہا فیض روح القدس ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالآخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلون مین لئے پہرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔ میری سمجہہ مین جیسا کہ مینے اوپر بیان کیا ہے کبہی یہ بات نہین آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلون نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت مین خدا کیلئے پادری صاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکہتے ہین انصاف سے بتائین کہ کیا ان کے مذہب مین نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی عملی حالت یہ ہے پہر اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدایش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے۔ یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتہہ جانیسے سرزد ہوئی ہے یہی نہین کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کہو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن ذکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہین ہے۔ مین یقین رکہتا ہون کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تہے انہون نے ایک قوم کی مناسب اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی عملی حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹہوکر کہانے کا احتمال ہے۔

مین ان لوگون کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہین اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہون۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بہی متوجہ کرتا ہون کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کرین کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتون مین سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنے یا تو شیطان کا متقلد یسوع کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل مین غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونون صورتون مین اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے فلاسفرون اور عیسائی فاضلون کو جہان انجیل اور یسوع کی لایف کے دوسرے واقعات نے حیرت مین ڈالا ہے وہان اس واقعہ نے بہی انہین کچہہ کم حیران نہین کیا ہے۔ اور انہون نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتہہ اس واقعہ سے فائدہ اٹہاکر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ ان کے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہین اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہین۔ مثلاً وہ کہتے ہین کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہین ہے تو یسوع کس کے ساتہہ گیا اور کب گیا؟ - یہ اعتراض بجائے خود عیسائیون کیلئے قابل جواب تہا ہی کہ اسی سلسلہ اعتراض مین یہ اعتراض بہی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیون کے بہاڑون اور گذرگاہون مین ہوتا تو ضرور تہا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بہی اس شیطان کو دیکہتے اور کچہہ شک نہین کہ شیطان معمولی انسانون کیطرح نہین ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا - جو دیکہنے والون کو تعجب مین ڈالتا ہوگا۔ پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری مین نظر آیا تہا تو چاہئے تہا کہ اسکو دیکہکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹہا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ مین پایا نہین جاتا اور یہودیون کی کتابون مین جہان عجیب و غریب روایات اور قصص کے تودہ طوفان جمع ہین اس عجیب داستان کا جو ایک ناول سے کم دلچسپ نہین کوئی ذکر نہین ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یوروپین فلاسفرون کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتہہ آئی ہے جسکی مدد سے وہ یقین کرتے ہین کہ انجیل مین اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکائتین اور باتین درج ہین۔ جنکا پایہ کسی صورت مین ایک داستان اور ناول سے بڑہکر نہین ہو سکتا۔ (باقی چہٹے نمبر مین)

حضرت اقدس کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰة والسلام نے اس رسالہ میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تہی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بہائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہو تا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ **تاکیدی الفاظ یہ تہے** "مین پورے زور کے ساتہہ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردون کو اسطرف توجہ دلاتا ہون کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد مین جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکہلاوین اور اس خدمت مین **جان توڑ کوشش کرین**" اسپر ہی اکتفا نہین فرمائی بلکہ ساتہہ ہی ظاہر فرمایا۔ کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی **بیعت کی حقیقت** پر قایم رہکر اسبارہ مین کوشش کرین تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے" اور واقعی بات بہی بہت صاف تہی۔ کیونکہ اپنی دو لاکہہ سے بڑہی ہوئی جماعت احمدیہ میسے پانچ فیصدی احباب بہی کم از کم فی کس ایک ایک رسالہ کے خریدار بنتے تو تعداد خریداری کہین دس ہزار سے بہی بڑہ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جملہ بہائیون کے کانون تک حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہین پہونچے چونکہ حضرت اقدس کی فرمائی ہوئی اوتک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے مین ابہی بہت کمی ہے - اسواسطے ہر ایک بہائی کا **فرض** ہونا چاہئے کہ اس حکم سے مطلع ہونے پر خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بہائیون تک اس حکم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کرین اور جنکو بہت وسعت ہو وہ علاوہ خریداری کے مالی اعانت مین بہی حصہ لین جسکو خدا توفیق عطا فرماوے کہ ثواب عقبیٰ و حسنات دارین حاصل کرین۔ خدا کرے اپنے جملہ برادران کے دل حضرت اقدس کے حکم کی فوری تعمیل کے لئے جوش سے بہر جاوین - آمین ثم آمین - منیجر میگزین قادیان دارالامان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمیں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح وبسط سے کلام کیا ہے اور مخالفون کے اعتراضوں کو نمبروار توڑ دیا ہے۔

آریہ دھرم آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے مسئلہ نیوگ کے خطرناک برے نتائج کو کھول کر دکھایا ہے اور آریہ سماج کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے [illegible] قیمت ۱۲

نماز پر تقریر (جو رسالہ ۲۰۳ حمد [illegible] چھپا ہے) حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر بلیغ تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲

حضرت اقدس کی پرانی تحریرین حصہ اول اعلیحضرت کے تیس سال پرانے مضامین الہام مسئلہ تناسخ وید اور قرآن کے مقابلہ پر۔ قیمت ۲

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲

فیصلہ آسمانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲

نور القرآن حصہ دوم عیسائیون کا عجیب قیمت ۳

فاضل امروہی کی تصنیفات

مندرجہ ذیل کتب کے [illegible] کہدینا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں۔

تحذیر المؤمنین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تحریر کیا تھا اور جو چند علماء سے [illegible] تھے اس کا کافی و وافی جواب ایک قابل دید کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیے قیمت ۸

شمس بازغہ۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب۔ قیمت ۱۲

تفسیر سورہ تبت۔ سورہ تبت یدا ابی لہب [illegible] اعتراضوں کا جواب اور سورہ مذکور کی عجیب تفسیر قیمت ۳

سوال انجیل نمبر ۱۔ ایک ہندوستانی سروی خط و کتابت قیمت ۱

دنیخ شیعہ۔ حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲

اڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے خوب پسند فرمائی ہے صدہا خطوط اظہار پسندیدگی کے آچکے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ سے [illegible] اس کو قبولیت ہو گئی ہے قیمت ۱۲

تفسیر القرآن پارہ دوم۔ بطور رسالہ ماہواری تفسیر القرآن تعمیر کے بعد اصرار پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مقدمات کی وجہ سے بعض خارجی اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گزشتہ دو نمبرون کی قیمت ۲ اور سالانہ قیمت ۲

سالک [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش سے [illegible] کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴

رپورٹ جلسہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۴ء میں ۲۷ دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت خلیفۃ اللہ نے ایک زبردست تقریر فرمائی اور حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر لیکچر دیئے یہ سب تقریرین کیجا جمع ہیں علاوہ ازین رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر کا ایک قابل دید [illegible] لکھا ہے۔ قیمت ۴

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں ایک جلسہ سالانہ کے متعلق کیا تھا جس کی تائید [illegible] گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گزاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسے کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریر [illegible]

اصلاح الخطاء۔ حضرت حکیم الامت کے [illegible] ایڈیٹر الحکم نے [illegible] اعتراض [illegible] اور ان کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے [illegible] پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی۔ قیمت ۲

متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۲ **وفات مسیح** پنجابی نظم قیمت ۲

فیض احمدی (درود شریف پر پنجابی نظم) قیمت ۱

شیخ عبدالحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۴

دعوۃ الحق نمبر ۲۔ انجیل کی حقیقت۔ قیمت ۱

میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عبد مومن کی خواص ونشانات) قیمت ۲

مسلمانو کا خدا اور اسکے حضور میں دعا۔ مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱

نمونہ قرآن مجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے موافق دو پارے چھاپے گئے ہیں قیمت ۳ ۔ پورے سٹ کے خریدار صرف آٹھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک دے بادرین لکھے

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

حقیقت نماز

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہوں اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی مفید اور ضروری ہے۔

میں اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہوں ناظرین اپنی درخواستین جلد بھیجکر اطلاع دیں تاکہ اندازہ ہو سکے۔

فہرست مضامین حقیقت نماز

۱۔ انسانی فطرت کا اقتضا اور غایت
۲۔ دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳۔ عبادت کا مفہوم
۴۔ صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
۵۔ عبودیت اور الوہیت کا صعود ونزول
۶۔ نماز مومن کا معراج ہے اسکے معنے
۷۔ مغز نماز دعا ہے
۸۔ دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہیں
۹۔ عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰۔ نماز میں بے ذوقی اور ذوق
۱۱۔ نماز میں ذوق کیونکر پیدا ہو
۱۲۔ بے ذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟
۱۳۔ حقیقت نماز
۱۴۔ باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵۔ طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶۔ پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷۔ آنکھ کی طہارت اعضا اور جوارح کو طہارت دیگی
۱۸۔ نماز بجز کوئی دوسری عبادت کی عقل میں نہیں آسکتی
۱۹۔ ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰۔ نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱۔ نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲۔ اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳۔ پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴۔ جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵۔ نماز جمعہ اور عیدین کے قائم کرنیکی حکمتین
۲۶۔ انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷۔ اذان اور اس کی حکمت
۲۸۔ اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹۔ اسلامی توحید کے لطائف نماز میں
۳۰۔ تعین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱۔ ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲۔ اسلام میں روحانی طہارت پہلو بہ پہلو ساتھ ہے
۳۳۔ نماز کی روحانی فلاسفی
۳۴۔ تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵۔ وضو کا طریق
۳۶۔ وضو کی دعا
۳۷۔ نماز پڑھنے کا طریق
۳۸۔ اوقات نماز
۳۹۔ سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰۔ سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱۔ معوذتین کے معنے اور تفسیر
۴۲۔ سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳۔ انا اعطیناک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴۔ سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵۔ سورہ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶۔ سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷۔ سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸۔ سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹۔ سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰۔ قرآن شریف کی دعائیں اور ان کا ترجمہ
۵۱۔ مسنونہ دعائیں اور ان کا ترجمہ
۵۲۔ غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳۔ نماز جنازہ اور اسکی حقیقت
۵۴۔ نماز جنازہ کے پڑھنے کا طریق
۵۵۔ غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶۔ متفرق نمازون کا طریق جیسے نماز جمعہ عیدین۔ تراویح یا تہجد۔ وتر۔ حاجت استسقے۔ استخارہ۔ تسبیح۔ کسوف وخسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷۔ ورد و شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸۔ حضرت مسیح موعود کی دعائیں۔

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

الحکم کے گذشتہ سالون کے فائل دفتر الحکم سے منگواؤ



انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کی اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔